سبق ۱۷ سُن تو سہی جہاں میں ہے تیرا افسانہ کیا (غزل)

شاعر کا تعارف: خواجہ حیدر علی آتش (۱۷۶۴ء-۱۸۴۶ء)

خواجہ حیدر علی، جو آتش تخلص کرتے تھے، کا تعلق دلی کے ایک معزز خاندان سے تھا۔ ان کے والد نواب شجاع الدولہ کے عہدِ حکومت میں ترک سکونت کر کے فیض آباد چلے گئے۔ اُس زمانے میں اودھ کا دارالحکومت فیض آباد تھا، لکھنؤ بعد میں ہوا۔ صغر سنی میں والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا تو اُنھوں نے روایتی تعلیم کو خیر آباد کہ دیا اور مزاج میں بانک پن آ گیا۔ ذریعۂ معاش کی ضرورت محسوس ہوئی تو ایک نواب کی ملازمت اختیار کر لی اور اُنھی کے ساتھ فیض آباد سے لکھنؤ آ گئے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب شعر و شاعری کا بہت چرچا تھا، خصوصاً لکھنؤ میں بڑی گرم بازاری تھی، یہ بھی اسی رنگ میں رنگے گئے۔ شعر و شاعری میں نام پیدا کرنے کا شوق ہوا تو مصحفی کے شاگرد ہو گئے اور چند ماہ کی محنت سے ایسی مشق بہم پہنچائی کہ خود صاحبِ طرز شاعر ٹھہرے اور دُور و نزدیک اُن کا شہرہ ہو گیا۔

خواجہ حیدر علی آتش نے اپنی ساری عمر وضع داری میں بسر کی۔ اُن کی زندگی بڑی سادہ تھی مگر زندگی گزارنے کا ایک خاص قرینہ اور ڈھب تھا اور وہ آزاد مزاج اور لاابالی پن کے حامل واقع ہوئے تھے۔ ہمیشہ سپاہیانہ وضع قطع میں رہتے تھے اور بانک پن کے ساتھ میان میں تلوار باندھے رکھتے تھے، یہاں تک کہ مشاعروں میں بھی تلوار باندھ کر جاتے تھے۔ قناعت پسند ایسے تھے کہ کبھی کسی نواب یا امیر کی خوشامد نہیں کی البتہ اُن کے شاگرد، جن کی تعداد کافی تھی، کبھی کبھی ان کے ساتھ سلوک (رقمی مدد) کرتے تھے۔

یہ وہ زمانہ ہے جب شعر و شاعری کے حوالے سے لکھنؤ دو طبقوں میں بٹا ہوا تھا: ایک طبقہ جانب دارانِ ناسخ کا تھا اور دوسرا طبقہ جانب دارانِ آتش کا۔ اُن کے آپس میں مقابلے ہوتے رہتے تھے جن سے اُردو شاعری کو یہ فائدہ پہنچا کہ دونوں استادانِ فن مقابلے کے خیال سے طبیعت پر زور دے کر شعر کہتے تھے اور اُن کی لطیف پیرائے میں نوک جھوک بھی ہوتی رہتی تھی مگر تہذیب کے دائرے سے کبھی باہر نہ نکلتے تھے، جیسے کہ آتش کی شاملِ کتاب معروف غزل کے مقطع کا اشارہ بھی امام بخش ناسخ کی جانب ہے:

یوں مدّعی حسد سے نہ دے داد تو نہ دے
آتش غزل یہ تُو نے کہی عاشقانہ کیا

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
خلقِ خدا	خدا کی مخلوق مراد انسان	غائبانہ	پیٹھ پیچھے، عدمِ موجودگی
گُل سو	پھول	زرِ بکف	ہاتھ میں سونا لیے مراد پھولوں کے اندر کے زرد دانے
قاروں	حضرت موسیٰؑ کے زمانے کا مال دار آدمی	شوقِ راحتِ منزل	منزل پر پہنچ کر آرام کرنا
مہمیز	گھوڑے کو ایڑ لگانا	تازیانہ	کوڑا
طبل و عَلَم	نقارہ اور جھنڈا	بے تاب	بے قرار

دلِ حزیں	غمگین دل	اسپِ عمر	عمر کا گھوڑا
مہماں سرائے	جسم مراد عارضی زندگی	مُدّعی	مخالف شخص، رقیب
حسد	جلن	داد	شاباشی دینا

اشعار کی تشریح

شعر 1:

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا افسانہ کیا
کہتی ہے تجھ کو خلقِ خدا غائبانہ کیا

تشریح: یہ شعر حقیقت کا رنگ لیے ہوئے کہ حیدر علی آتش اس میں اصلیت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تمھیں اس خوش فہمی میں مبتلا نہیں رہنا چاہیے کہ لوگ تمھارے سامنے تمھاری تعریفیں کرتے ہیں تو اصل میں وہ سچ ہی کہتے ہوں گے۔ کیا تم نے کبھی غور کیا ہے کہ وہی لوگ جو منھ پر تعریف کرتے ہیں وہ تمھاری عدم موجودگی میں کیا کہتے ہیں۔ تمھارے بارے میں کیا کیا فسانے نہیں سناتے وہ۔ منھ پر تو ہر کوئی تعریفی کلمات ہی کہتا ہے مگر سیرت و کردار کی اصل حقیقت لوگ پیٹھ پیچھے بیان کرتے ہیں۔ کبھی تو غور کرو کہ جب محفل میں تم موجود نہیں ہوتے تو لوگ تمھارے بارے میں کیا کچھ کہتے ہیں۔ اگر اس بات کی حقیقت تمھیں معلوم ہو جائے تو تم اپنی خامیوں سے واقف ہو کر اُنھیں سُدھار سکتے ہو۔ خلقِ خدا کی پیٹھ پیچھے کہی گئی باتوں کو سمجھنے کی کوشش کرو یعنی جو باتیں لوگ غیر موجودگی میں کرتے ہیں در اصل وہی سچ ہوتی ہیں۔

شعر 2:

زیرِ زمیں سے آتا ہے جو گل سو زر بکف
قاروں نے راستے میں لٹایا خزانہ کیا

تشریح: اس شعر میں قارون کے خزانے کو تلمیح کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ پہلے مصرعے میں شاعر نے حسنِ تعلیل کو بڑی عمدگی سے استعمال کیا ہے۔ جس سے مراد ہے کسی ایسی چیز کی وجہ بیان کرنا جو اصل میں موجود نہ ہو لیکن سننے میں اچھی لگے۔ جیسے اس شعر میں ''زر بکف''، جو پھولوں کے اندر زرد رنگ کے دانے ہوتے ہیں۔ اس شعر میں آتش کہنا چاہتے ہیں کہ زمین کے اندر سے پیلے رنگوں کے جو پھول اور جن پھولوں میں زرد دانے نکلتے ہیں اُنھیں دیکھ کر یوں لگتا ہے کہ ہاتھ میں سونا اُٹھایا ہوا ہے جیسے قارون نے اپنا خزانہ کہیں زمین میں لٹایا ہے۔

شعر 3:

اُڑتا ہے شوقِ راحتِ منزل سے اسپِ عمر
مہمیز کہتے ہیں کسے اور تازیانہ کیا

تشریح: اس شعر میں شاعر حیدر علی آتش نے انسان کی عمر کو ایک برق رفتار گھوڑے کی مثال کے طور پر بیان کیا ہے۔ عمر کے گھوڑے اور وقت کو نہایت وب صورت مثال بنا کر پیش کیا ہے کہ جیسے گھوڑے کو دوڑانے کے لیے اس پر سوار شخص مختلف حربے آزماتا ہے۔ اس کی رفتار تیز کرنے کے لیے کبھی چابک کبھی چھانٹا مارتا ہے۔ کبھی وہ اسے تیز دوڑانے کے لیے ایڑ لگاتا ہے اور نہایت سرعت سے اپنی منزل کو پانے کی دُھن میں چلا جاتا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ عمر کا گھوڑا ایسا عجیب گھوڑا ہے جسے نہ تو ایڑ لگانی پڑتی ہے اور نہ ہی چھانٹے مار کر دوڑانا پڑتا ہے۔ یہ از خود ہی تیز رفتاری سے یوں بھاگتا ہے جیسے ہوا میں اُڑ رہا ہو۔ در اصل شاعر یہ بتانا چاہ رہا ہے کہ عمر کا گھوڑا بہت تیز رفتار ہے اور پلک جھپکنے میں عمر گزر جاتی ہے۔ لہٰذا جو بھی دن ملے اُسے غنیمت سمجھ کر اچھے کاموں کو کرنے کی بھرپور کوشش کرو۔ ہم عمر کے گھوڑے کو روک نہیں سکتے مگر ہم اپنے وقت میں سے بہترین اور اچھے کام تو کر سکتے ہیں۔ یاد رکھو

www.ilmkidunya.com

ہر گزرتا دن اور ماہ و سال ہمیں ہماری آخری منزل موت کے قریب کر جاتا ہے۔ بس اچھے کام کرتے جاؤ تا کہ زادِ راہ بن سکے۔

شعر 4:

طبل و علم ہی پاس ہے اپنے نہ ملک و مال
ہم سے خلاف ہو کے کرے گا زمانہ کیا

تشریح: اس شعر میں آتش اپنی درویشانہ فطرت کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نہ تو میرے پاس کوئی لشکر و شان و شوکت کا عہدہ ہے اور نہ ہی کوئی دولت کے انبار۔ زمانہ میرے خلاف ہو کر کیا کرے گا؟ یہاں پھر پرانے دور کی مثال دی گئی ہے یعنی طبل ڈھول یا نقارے کو کہتے ہیں اور علم جھنڈے کو۔ پرانے زمانے میں بادشاہ اپنے قافلوں کے ساتھ ڈھول اور اپنے جھنڈے لے کر چلا کرتے تھے۔ جنگ سے پہلے طبل بجائے جاتے تھے اور جھنڈوں کو اُونچا اُٹھانا جیت کی نشانی سمجھا جاتا تھا۔ شاعر چوں کہ سادہ زندگی گزارنے کے عادی ہیں تو کہتے ہیں کہ درویش منش آدمی کے پاس چوری ہونے کے لیے کوئی خزانہ نہیں ہوتا نہ ہی دولت کی فراوانی سے لوگوں کو حسد ہوتا ہے۔ لہٰذا سادہ زندگی اختیار کرنی چاہیے۔ دولت اور اقتدار کی ہوس میں پڑ کر انسان اپنا دلی سکون بھی کھو دیتا ہے اور ہر وقت چوری کا دھڑکا بھی لگا رہتا ہے۔

شعر 5:

بے تاب ہے کمال ہمارا دلِ حزیں
مہماں سرائے جسم کا ہوگا روانہ کیا

تشریح: حیدر علی آتش نے اس غزل میں یہ شعر سوالیہ انداز میں پیش کیا ہے۔ اس شعر میں کہتے ہیں کہ ہمارا دل انتہا درجے کا غمگین ہے۔ کیا اب ہمارے جسم سے ہماری روح پرواز کرنے کو ہے۔ آتش نے جسم کو مہمان سرائے سے تشبیہ دی ہے۔ سرائے ایسی جگہ ہوتی ہے جہاں مسافر چند دنوں کے لیے قیام کرتا ہے اور پھر اپنے گھر کی طرف روانہ ہو جاتا ہے۔ شاعر اپنے جسم اور روح کے بارے میں ایک ایسا ہی سوال خود سے کرتا ہے کہ اب میں کمزور ہوتا جا رہا ہوں۔ میرے ہوش و حواس لڑکھڑانے لگے ہیں۔ کیا اب میری روح پھر سے اس جہان میں جانے کو بے چین تو نہیں جہاں سے یہ اس دنیا میں آئی تھی۔ میرے غمگین دل کی بے چینی سے یوں لگتا ہے جیسے میری جان نکلنے کا وقت آن پہنچا ہو۔ وہ اپنی اس سوچ کے بارے میں مکمل یقین نہیں رکھتے اس لیے سوالیہ انداز میں کہتے ہیں کہ کیا اب میرے جسم کے مہمان سرائے سے میری روح نکلنے والی ہے؟ دراصل اس شعر میں اس عارضی دنیا کی بے ثباتی کا تذکرہ بھی ہے۔

شعر 6:

یوں مدعی حسد سے نہ دے داد تو نہ دے
آتش غزل یہ تُو نے کہی عاشقانہ کیا

تشریح: جس شعر میں شاعر اپنی شاعرانہ عظمت کو بیان کرے تو ایسے شعر کو شاعرانہ تعلّی کہتے ہیں۔ اپنے اس شعر میں وہ اپنی ہی بڑائی اور تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے آتش! تم نے نہایت فقیرانہ اور بلند خیال غزل کہی ہے۔ تمھاری غزل میں عشقِ مجازی اور حقیقی کے تمام رنگ ملتے ہیں۔ لیکن اب اگر تمھارے حریف، حسد کے مارے تمھاری تعریف نہ کریں تو اور بات ہے۔ آتش کو بخوبی علم تھا کہ ان کی شاعری میں رنگِ تغزل اور نکتہ آفرینی قابلِ غور ہے۔

مشق

ا۔ خواجہ حیدر علی آتش کی اس غزل کے متن کے پیشِ نظر مختصر جواب لکھیں۔

(الف) زیرِ زمین سے جو گُل بھی آتا ہے وہ زر بکف کیوں ہوتا ہے؟

جواب: زیرِ زمین سے جو بھی گل آتا ہے وہ زر بکف ہو جاتا ہے کیوں کہ لگتا ہے زمین میں قارون کا خزانہ چھپا ہوا ہے۔

www.ilmkidunya.com

(ب) اسپِ عمر مہمیز اور تازیانے کے بغیر ہی کیوں اُڑا جاتا ہے؟

جواب: دراصل عمر کا گھوڑا کسی بھی رکاوٹ اور وقت کی پروا کیے بغیر دوڑتا چلا جاتا ہے۔ نہ تو اسے کسی ایڑ لگانے کی ضرورت پڑتی ہے اور نہ ہی کسی چھانٹا مارنے کی۔ یہ خودی ہی برق رفتاری سے اُڑے چلا جاتا ہے۔

(ج) طبل وعَلم اور ملک ومال کن لوگوں کے پاس ہوتا ہے؟

جواب: طبل وعلم اور ملک و مال بادشاہوں، نوابوں، حکمرانوں اور سیاست دانوں کے پاس ہوتا ہے۔

(د) ہمارا دلِ حزیں کیوں کمال بے تاب ہے؟

جواب: ہماری روح دراصل جہاں سے آئی ہے اکثر وہیں پر واپسی کی خواہش مند رہتی ہے اور یہ ہمارا جسم چوں کہ ایک سرائے کی طرح ہے اور اس میں بسنے والی روح ایک مہمان۔ اسی وجہ سے ہمارا دلِ حزیں کمال بے تاب رہتا ہے۔

(ہ) شاعر غزل کے مقطع میں کس سے غزل کی داد پانے کا خواست گار ہے؟

جواب: شاعر غزل کے مقطع میں مدعی (امام بخش ناسخ) سے داد پانے کا خواست گار ہے۔ امام بخش ناسخ، آتش کا ہم عصر شاعر تھا۔ دونوں کی چپقلش رہتی تھی اور دونوں ہی ایک دوسرے پر طنز کیا کرتے تھے۔

۲۔ غزل کے متن کو مدِ نظر رکھ کر کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ کے ساتھ ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
خلقِ خدا	داد
گُل	تازیانہ
قارون	عاشقانہ
اسپِ عمر	غائبانہ
مہمیز	زربکف
مدعی	راحتِ منزل
غزل	خانہ

جواب:

کالم (الف)	کالم (ب)
خلقِ خدا	غائبانہ
گُل	زربکف
قارون	خزانہ
اسپِ عمر	راحتِ منزل

www.ilmkidunya.com

مہمیز	تازیانہ
مدعی	داد
غزل	عاشقانہ

۳۔ درج ذیل الفاظ کو درست تلفظ اِعراب لگا کر واضح کریں۔

خلق خدا زربکف مہمیز طبل وعلم مدعی رستم

جواب: خَلقِ خُدا زَرْبکف مِہمیز طَبل وعَلم مُدّعی رُستَم

ضرب المثل:

ضرب کے معنی ہیں بیان کرنا اور مثل کے معنی ہیں مثال۔ چناں چہ ضرب المثل کے معنی ہوئے مثال دے کر بیان کرنا۔ مگر یہ مثالیں عام نہیں، خاص ہوتی ہیں اور مثل کے چند لفظوں میں ایک پوری کہانی، ایک پورے قصے یا واقعے کا حوالہ ہوتا ہے، جسے اس جیسے کسی اور موقع پر دہرایا جاتا ہے اور وہ چند الفاظ سُن یا پڑھ کر پورا قصہ ذہن میں آجاتا ہے۔ ضرب المثل کو اُردو میں کہاوت بھی کہتے ہیں۔ دنیا کی کوئی زبان ایسی نہیں اور قوموں کو کوئی درجہ ایسا نہیں جس میں ضرب المثل کا رواج نہ ہو۔ اُردو زبان چوں کہ کئی زبانوں سے مل کر بنی ہے اس لیے اُردو زبان میں ضرب المثل کا ذخیرہ بہت زیادہ ہے۔ روزمرہ گفت گو میں استعمال ہونے والی چند ضرب الامثال یہ ہیں:

- اُلٹے بانس بریلی کو
- بوڑھی گھوڑی لال لگام
- چور کی ڈاڑھی میں تنکا
- زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو
- ایک ایک، دو گیارہ
- ایک انار، سو بیمار

۴۔ اپنے استادِ محترم سے مذکورہ ضرب الامثال کا مفہوم معلوم کریں اور یہ سمجھیں کہ اُنھیں کن موقعوں پر استعمال کیا جاتا ہے۔

جواب:

ضرب المثل	مفہوم
اُلٹے بانس بریلی کو	کوئی اُلٹا کام کرنا۔ بریلی ہندوستان کا شہر ہے جہاں بانس کثرت سے اُگتے ہیں۔ اگر کوئی سوداگر وہاں بانس بیچنے کو لے جائے تو اُسے بے وقوفی کا کام کہا جائے گا۔
بوڑھی گھوڑی لال لگام	اس بوڑھی عورت کے بارے میں کہتے ہیں جو بڑھاپے میں بھی جوانی جیسے نخرے کرے۔
چور کی ڈاڑھی میں تنکا	چور اپنی حرکات سے پہچانا جاتا ہے۔
زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو	جس بات کا لوگوں میں چرچا عام ہو جائے وہ عموماً سچ ثابت ہو جاتی ہے۔
ایک ایک، دو گیارہ	دو آدمی مل کر اکیلے کی نسبت زیادہ کام کر سکتے ہیں۔
ایک انار، سو بیمار	جب ایک چیز کے بہت سے خواہش مند ہوں تو اس وقت کہتے ہیں۔

غزل کے شعر کی تشریح کرنا:

غزل کے شعر کی تشریح کرنا نظم کے شعر کی تشریح سے مختلف ہوتا ہے۔ نظم کے تمام اشعار مل کر ایک مفہوم دیتے ہیں جب کہ غزل کا ہر شعر ایک علیحدہ اکائی کی حیثیت رکھتا ہے اور ہر شعر کا مفہوم جداگانہ ہوتا ہے۔ چناں غزل کے شعر کی تشریح کرتے وقت درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیے:

www.ilmkidunya.com

- تشریح آسان الفاظ میں، بول چال کی زبان میں اور رواں ہونی چاہیے۔
- شاعر نے اگر کسی شعر میں کوئی تشبیہ یا استعارہ، تلمیح یا کوئی صنعت لفظی یا معنوی استعمال کی ہے تو اس کی وضاحت ہونی چاہیے۔
- شاعر کا شعری مزاج اور اسلوب پیشِ نظر رہنا چاہیے۔

خواجہ حیدر علی آتش کے ایک شعر کی تشریح ملاحظہ کریں:

زیرِ زمیں سے آتا ہے جو گُل سو زر بکف
قاروں نے راستے میں لُٹایا خزانہ کیا

مفہوم: زمین میں سے جو پھول بھی اُگتا ہے وہ لازماً زرِگل لیے ہوتا ہے۔ کہیں اس کی وجہ قارون کا خزانہ تو نہیں؟

تشریح: زیرِ تشریح شعر کے پس منظر میں ''گنجِ قارون'' یا ''قارون کا خزانہ'' ایک معروف تلمیح ہے۔ روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک انتہائی مال دار مگر بخیل شخص تھا۔ جس کے ہاتھ کہیں سے پارس پتھر لگ گیا تھا، جس کی وجہ سے، اس کے پاس اتنا سونا اکٹھا ہو گیا تھا کہ اس کے خزانوں کی چابیاں ستر اُونٹوں پر لادی جاتی تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ تم زکوٰۃ دو مگر اُس نے انکار کر دیا تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بدعا سے اپنے سونے کے خزانوں سمیت زمین میں دھنس گیا۔

شاعر (آتش) نے اس تلمیح سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ قارون کے سونے کے خزانے نے زیرِ زمین جا کر بھی چین نہیں لیا اور وہ زرِگل کی صورت میں زمین سے باہر آ رہا ہے اور ہر پھول اپنی ہتھیلی میں زرِگل (زرد دانے) پکڑے ہوئے زمین سے باہر نکلتا ہے۔ اس انوکھے خیال کو مرزا غالب نے یوں بیان کیا ہے:

سب کہاں کچھ لالہ و گُل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں

شاعر کے کہنے کا مفہوم یہ ہے کہ کچھ بڑے ہی حسین و جمیل لوگ تھے، جو زیرِ زمین چلے گئے مگر وہاں بھی ان کے حسن نے چین نہیں لیا اور اُن کا حسن لالہ و گل کی صورت میں زمین سے باہر آ رہا ہے۔

آتش کے کہنے کا مفہوم یہ ہے کہ ہر پھول زرِگل لیے ہوتا ہے تو اس کی وجہ قارون کا سونے کا خزانہ ہے۔ اس صورتِ حال کو شعری اصطلاح میں صنعتِ حسنِ تعلیل کا نام دیا جاتا ہے، یعنی شاعر نے زمین سے اپنی ہتھیلی میں زرِگل لیے پھولوں کے اُگنے کی جو وجہ بیان کی ہے وہ اصل وجہ نہیں مگر شاعر نے کیا خوب صورت وجہ بیان کی ہے، جس پر یقین کرنے کو جی چاہتا ہے۔

۵۔ غزل کے اشعار کی تشریح کے لیے دی گئی ہدایات اور نمونے کی تشریح کی روشنی میں درج ذیل شعروں کی تشریح کریں۔

اُڑتا ہے شوقِ راحتِ منزل سے اسپِ عمر
مہمیز کہتے ہیں کسے اور تازیانہ کیا

جواب: **تشریح:** اس شعر میں شاعر حیدر علی آتش نے انسان کی عمر کو ایک برق رفتار گھوڑے کی مثال کے طور پر بیان کیا ہے۔ عمر کے گھوڑے اور وقت کو نہایت خوب صورت مثال بنا کر پیش کیا ہے کہ جیسے گھوڑے کو دوڑانے کے لیے اس پر سوار شخص مختلف حربے آزماتا ہے۔ اس کی رفتار تیز کرنے کے لیے کبھی چابک کبھی چھانٹا مارتا ہے۔ کبھی وہ اسے تیز دوڑانے کے لیے ایڑ لگاتا ہے اور نہایت سرعت سے اپنی منزل کو پانے کی

www.ilmkidunya.com

ذہن میں چلا جاتا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ عمر کا گھوڑا ایسا عجیب گھوڑا ہے جسے نہ تو ایڑ لگانی پڑتی ہے اور نہ ہی چھانٹے مار کر دوڑانا پڑتا ہے۔ یہ خود بخود ہی تیز رفتاری سے یوں بھاگتا ہے جیسے ہوا میں اُڑ رہا ہو۔ دراصل شاعر یہ بتانا چاہ رہا ہے کہ عمر کا گھوڑا بہت تیز رفتار ہے اور پلک جھپکنے میں عمر گزر جاتی ہے۔ لہٰذا جو بھی دن ملے اُسے غنیمت سمجھ کر اچھے کاموں کو کرنے کی بھرپور کوشش کرو۔ ہم عمر کے گھوڑے کو روک نہیں سکتے مگر ہم اپنے وقت میں بہترین اور اچھے کام تو کر سکتے ہیں۔ یاد رکھو ہر گزرتا دن اور ماہ و سال ہمیں ہماری آخری منزل موت کے قریب کر جاتا ہے۔ بس اچھے کام کرتے جاؤ تا کہ زادِ راہ بن سکے۔

طبل و علَم پاس ہے اپنے نہ ملک و مال
ہم سے خلاف ہو کے کرے گا زمانہ کیا

تشریح: اس شعر میں آتش اپنی درویشانہ فطرت کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نہ تو میرے پاس کوئی شان و شوکت کا عہدہ ہے اور نہ ہی کوئی دولت کے انبار۔ زمانہ میرے خلاف ہو کر کیا کرے گا۔ یہاں پھر پرانے دور کی مثال دی گئی ہے یعنی طبل ڈھول یا نقارے کو کہتے ہیں اور علَم جھنڈے کو۔ پرانے زمانے میں بادشاہ اپنے قافلوں کے ساتھ ڈھول اور اپنے جھنڈے لے کر چلا کرتے تھے۔ جنگ سے پہلے طبل بجائے جاتے تھے اور جھنڈوں کو اُونچا اُٹھانا جیت کی نشانی سمجھا جاتا تھا۔ شاعر چوں کہ سادی زندگی گزارنے کے عادی ہیں تو کہتے ہیں کہ درویش منش آدمی کے پاس چوری ہونے کا کوئی خزانہ نہیں ہوتا نہ ہی دولت کی فراوانی سے لوگوں کو حسد ہوگا۔ لہٰذا سادی زندگی اختیار کرنی چاہیے۔ دولت اور اقتدار کی ہوس میں پڑ کر انسان اپنا دلی سکون بھی کھو دیتا ہے اور ہر وقت چوری کا دھڑکا بھی لگا رہتا ہے۔

سرگرمیاں:

- کوئی خوش الحان طالب علم جماعت کے کمرے میں درست آہنگ کے ساتھ اس غزل کی بلند خوانی کرے۔
- تمام طلبہ آتش کی اس معروف غزل کو زبان یاد کریں۔
- طلبہ ''کلیاتِ آتش'' یا انٹرنیٹ کی مدد سے ایک اور زبان زدِ خاص و عام تلاش کر کے اپنی کاپی میں لکھیں۔ اس غزل کا مطلع ہے:

دہن پر ہیں ان کے گماں کیسے کیسے
کلام آتے ہیں درمیاں کیسے کیسے

اشاراتِ تدریس:

- استاد آتش کی یہ غزل خود پڑھے اور طلبہ سے قافیے اور ردیف کی نشان دہی کرائے۔
- استاد طلبہ کو خواجہ حیدر علی آتش اور امام بخش ناسخ کی شاعرانہ چمک سے بھی آگاہ کرے۔
- اساتذہ طلبہ کو مقطع پڑھ کر سناتے ہوئے بتائیں کہ مقطع میں یہ اشارہ امام بخش ناسخ کی طرف ہے۔

اضافی معروضی سوالات

(1) سن تو سہی جہاں میں تیرا:

(الف) گانا کیا (ب) گنگنانا کیا (ج) فسانہ کیا ✓ (د) آزمانا کیا

www.ilmkidunya.com

(2) زمین کے نیچے چھپا ہوا ہے:

(الف) فرعون کا خزانہ (ب) قارون کا خزانہ ✓ (ج) نمرود کا خزانہ (د) شداد کا خزانہ

(3) اسپ عمر سے مراد ہے:

(الف) زندگی کی خواہش (ب) عمر کا دریا (ج) عمر کا گھوڑا ✓ (د) عمر کا اونٹ

(4) مہمیز کہتے ہیں:

(الف) اُونٹ کو بھگانا (ب) گھوڑے کو ایڑی لگانا ✓ (ج) موٹر سٹارٹ کرنا (د) گدھے کو ہانکنا

(5) مدعی شاعر کو داد نہیں دیتا:

(الف) شوق سے (ب) خوف سے (ج) حسد سے ✓ (د) محبت سے

(6) زیر زمیں سے آتا ہے جو گُل سو:

(الف) سربکف (ب) زربکف ✓ (ج) جاں بکف (د) سربکف

(7) آتش نے غزل کہی ہے:

(الف) عادلانہ (ب) باغیانہ (ج) عاشقانہ ✓ (د) دلبرانہ

(8) حیدر علی آتش ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے تھے:

(الف) چاقو (ب) تلوار ✓ (ج) بندوق (د) کتاب

(9) بے تاب رہتا ہے شاعر کا:

(الف) دماغ (ب) مزاج (ج) دل ✓ (د) لہجہ

(10) شاعر کے پاس نہیں ہے کوئی:

(الف) اقتدار (ب) طبل و علم ✓ (ج) تخت (د) گھربار

جواب

(1)	(ج)	(2)	(ب)	(3)	(ج)	(4)	(ب)	(5)	(ج)
(6)	(ب)	(7)	(ج)	(8)	(ب)	(9)	(ج)	(10)	(ب)

www.ilmkidunya.com

اضافی مختصر سوالات

(1) خواجہ حیدر علی آتش کا تعلق کس خاندان سے تھا؟

جواب: خواجہ حیدر علی آتش کا تعلق دلّی کے ایک معزز خاندان سے تھا۔

(2) خواجہ حیدر علی کا تخلص کیا تھا؟

جواب: خواجہ حیدر علی کا تخلص آتش تھا۔

(3) خواجہ حیدر علی آتش نے شاعری میں کس کی شاگردی اختیا کی؟

جواب: خواجہ حیدر علی آتش نے شاعری میں مصحفی کی شاگری اختیار کی۔

(4) اِن کی پوری زندگی کس طرح بسر ہوئی؟

جواب: ان کی پوری زندگی گو کہ بہت سادہ تھی مگر انہوں نے بہت وضع داری میں اپنی عمر بسر کی۔

(5) حیدر علی آتش کس طرح کی وضع قطع میں رہتے تھے؟

جواب: حیدر علی آتش سپاہیانہ اور بانکپن وضع قطع میں رہتے تھے۔ حتیٰ کہ مشاعروں میں بھی تلوار میان میں باندھ کر جایا کرتے تھے۔

(6) انہوں نے کس رنگ میں شاعری کی؟

جواب: انہوں نے لکھنؤ کے رنگ میں شاعری اختیار کی۔

(7) اس دور میں لکھنؤ میں کن دو بڑے شاعروں کا تذکرہ ہوا کرتا تھا؟

جواب: اس دور میں آتش اور امام بخش ناسخ دونوں شاعروں کا تذکرہ زبان زدِ عام رہتا تھا۔

(8) حیدر علی آتش کو امدادی رقم کہاں سے ملا کرتی تھی؟

جواب: حیدر علی آتش کو امدادی رقم نوابوں سے ملا کرتی تھی۔

(9) اس غزل کے پہلے شعر میں آتش نے کیا مشورہ دیا ہے؟

جواب: غزل کے پہلے ہی شعر میں آتش نے مشورہ دیا ہے کہ ہمیں خلقِ خدا کی آواز کو ضرور سُننا چاہیئے۔

(10) دوسرے شعر میں جو پھول زمیں سے اُگتا ہے وہ کس طرح کا ہے؟

جواب: دوسرے شعر میں جو پھول زمین سے اُگتا ہے وہ پیلے رنگ کا ہے اور اس کے اندر بھی زرد رنگ کے چھوٹے دانے ہوتے ہیں۔

(11) آتش نے اسپ عمر کس کو کہا ہے؟

جواب: آتش نے اسپ عمر عمر اور زندگی کے گھوڑے کو کہا ہے جو سرپٹ بھاگے چلا جا رہا ہے۔

(12) قارون کے خزاے کی تلمیح کا استعمال آتش نے کس طرح کیا؟

جواب: قارون کے خزانے کی تلمیح کا استعمال آتش نے دولت کی چکا چوند دکھانے کو کہا ہے۔

www.ilmkidunya.com

(13) آتش نے مہماں سرائے کسے کہا ہے؟

جواب: آتش نے مہماں سرائے دراصل ہمارے جسموں کے اندر بستی ہوئی اس روح کو کہا ہے جس سے ہم اچھے بُرے کام اختیار کرتے ہیں۔

(14) مدعی کسے کہتے ہیں؟

جواب: مدعی اپنے مخالف حریف کو کہتے ہیں۔

(15) تازیانہ کس کو کہتے ہیں؟

جواب: گھوڑوں وغیرہ کو تیز تر دوڑانے کے لیے جو چھانٹا استعمال ہوتا ہے اُسے تازیانہ کہتے ہیں۔ یہ چمڑے کا بنا ہوتا ہے۔

(16) اس غزل میں شاعر کے دل کی کیا کیفیت نظر آتی ہے؟

جواب: اس غزل میں شاعر کا دل غم اور درد سے بھرا ہوا ہے۔

(17) طِبل اور علم کسے کہتے ہیں؟

جواب: طِبل ڈھول یا نقارے کو کہا جاتا ہے اور علم جھنڈے کو۔

(18) ہمارا دل کیوں بے تاب سا رہتا ہے؟

جواب: دراصل ہم جنت سے دُھتکارے گئے اور نکالے گئے انسان ہیں اسی لیے وہیں واپس جانے کو ہمارا ہمیشہ بے چین و بے تاب رہتا ہے۔

(19) حسد کرنے والے کا انجام آخر کار کیا ہوتا ہے؟

جواب: حسد کرنے والے کا انجام آخر کار بُرا ہی ہوتا ہے کیونکہ حسد کرنے والا اپنی ہی آگ میں جلتا رہتا ہے۔

(20) حیدر علی آتش کے مطابق مدعی اسے داد کیوں نہیں دیتا؟

جواب: حیدر علی آتش کے مطابق مدعی اسے داد حسد اور جلن کے مارے نہیں دیتا۔

(21) شاعر کو کیوں لگتا ہے کہ زمانہ اس کی مخالفت نہیں کرے گا؟

جواب: چونکہ شاعر مفلس اور نادار ہے۔ نا تو اس کے پاس کوئی گھوڑا ہے نا گاڑی لہذا کوئی اس کی مخالفت کیوں کرے گا۔

www.ilmkidunya.com
www.ilmkidunya.com
www.ilmkidunya.com